انقلاب خمینی انقلاب حسینی کی جھلک

نصر اللہ فخر الدّین[1] (پاکستان)

اشاریہ

انقلاب اسلامی ایران امام خمینی کی قیادت میں سنہ 1979 میں کامیاب ہوا اور عصر حاضر کا سب سے بڑا جمہوری اور اسلامی انقلاب شمار ہوتا ہے جس نے امام حسین علیہ السلام کے قیام کو اپنے لیے آئیڈیل قرار دے کر وقت کی طاغوتی قوتوں کے خلاف ڈٹ کر کمزور اور مظلوم قوموں کو ظالم اور جابر طاقتوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کا عزم و حوصلہ دیا، چنانچہ جو مبانی انقلاب حسینی کے تھے انہیں مبانی کی بنیاد پر انقلاب اسلامی ایران رونما ہوا للہذا ان مبانی کی وضاحت ضروری ہے تاکہ دنیا کی دیگر اسلامی تحریکوں کے لئے ایک اسوہ اور نمونہ ہو۔

یہ انقلاب اگرچہ مختلف پہلوؤں سے انقلاب حسینی علیہ السلام سے مشابہ ہے مگر ان میں سے بعض شباہتیں بہت ہی نمایاں ہیں، ان میں سے دونوں قیام کا خدا کے لیے ہونا، اخلاص، استقامت، اسلام کی بقا، اسلام ناب محمدی اور اسلام ابوسفیانی و آمرکائی کی پہچان، اصلاح امت، قیام عدل اور ایک الہی حکومت کے قیام جیسے بنیادی اہداف میں دونوں ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔

بنیادی الفاظ: انقلاب، امام حسین علیہ السلام، امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ، الہی حکومت۔

۱. (کارشناسی ارشد مدرسہ مجتمع آموزش عالی فقہ)

مقدمہ

صدر اسلام سے لے کر اب تک بہت ساری انقلابی تحریکیں چلیں جن میں سے بعض مذہبی، بعض سیاسی، بعض اقتصادی اور بعض دیگر نظریات پر چلیں۔ لیکن مذہبی بنیاد پر جو انقلابی تحریکیں وجود میں آئیں ان میں سے تین تحریکیں ایسی ہیں جن کی نظیر نہیں ملتی۔ جن کا بنیادی نظریہ ظلم و ستم اور جہالت کے طوفان میں ڈوبتی ہوئی انسانیت کو نجات دینا تھا ان میں سے ایک وہ انقلابی تحریک ہے جو پیغمبر نے اس وقت چلائی جب عرب معاشرہ فسق و فجور، ظلم و ستم اور جہالت میں غرق ہو رہا تھا، اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی چیزوں کو معبود کہہ رہے تھے، بیٹی کی پیدائش کی خبر سن کر لوگوں کا منہ شرم سے کالا ہو جاتا تھا اور معمولی باتوں پر کئی سال لڑتے تھے ایسے میں اُس عظیم الٰہی رہبر نے ایسا انقلاب لایا کہ پست ترین عرب معاشرہ دنیا کا متمدن ترین معاشرہ بن گیا لوگ آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بن گئے، ظلم و ستم اور جہالت کے بادل چھٹ گئے یوں مختصر مدت میں اس انقلاب نے پورے جزیرہ عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا پھر آہستہ آہستہ پوری دنیا کے کونے کونے تک پھیل گیا۔ چنانچہ امیر المؤمنین فرماتے ہیں:

"فبعث اللہ محمدا ﷺ بالحق لیخرج عبادہ من عبادۃ الأوثان إلی عبادتہ، و من طاعۃ الشیطان إلی طاعتہ " (۱ نہج البلاغہ اردو ترجمہ وحواشی، خطبہ ۱۴۷)

پروردگار عالم نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تاکہ آپ لوگوں کو بت پرستی سے نکال کر عبادت الٰہی کی منزل کی طرف لے آئیں اور شیطان کی اطاعت سے نکال کر رحمان کی اطاعت کرائیں۔ اس قرآن کے ذریعہ جسے اس نے واضح اور محکم قرار دیا ہے تاکہ بندے خدا کو نہیں پہچانتے ہیں تو پہچان لیں اور اس کے منکر ہیں تو اقرار کرلیں اور ہٹ دھرمی کے بعد اسے مان لیں۔ لہٰذا آپ نے اس راہ میں آپ نے بہت ساری مصیبتیں اور زحمتیں اُٹھائیں۔

دوسری انقلابی تحریک وہ ہے جو امام حسین علیہ السلام نے چلائی اور اس تحریک کی فکری مبانی وہی تھیں جو پیغمبر اکرم کی تحریک کی تھیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے یزید کے خلاف قیام ضروری ہونے کو پیغمبر اکرم ﷺ کی اُس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں:

" من رأی سلطانا جائرا مستحلا لحرم اللہ ناکثا لعہد اللہ مخالفا لسنۃ رسول اللہ یعمل فی عباد اللہ بالاثم والعدوان فلم یغیر علیہ بفعل ولا قول کان حقا علی اللہ ان یدخلہ مدخلہ ... " (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۸۲)

جو کوئی کسی ظالم و ستمگر حاکم کو دیکھے جو حلالِ خدا کو حرام اور حرامِ خدا کو حلال کرتا ہو، عھد و پیمانِ خداوند کو توڑتا ہو، سنت رسول خدا ﷺ کی مخالفت کرتا ہو، لوگوں سے گناہ اور ستم کے ساتھ معاملہ کرتا ہو، اور وہ شخص اپنے قول یا فعل سے اس صورتحال کو بدلنے کی کوشش نہ کرے تو خداوند کا حق بنتا ہے کہ اس شخص کو اس جگہ لے جائے جہاں پر اس ظالم حکمران کو لے کر جائے گا۔

زیارت ناحیہ میں آیا ہے "وبذل مہجتہ فیک لیستنقذ عبادک من الجھالۃ وحیرۃ الضلالۃ" اور آپ علیہ السلام (امام حسین علیہ السلام) نے اپنا خون دل تیری راہ میں بہایا تاکہ تیرے بندوں کو گمراہی اور جہالت کی حیرت سے نجات دلائیں۔ طول تاریخ جتنی کتابیں اس انقلاب کے متعلق لکھی گئیں اور جتنا تجزیہ و تحلیل اس موضوع پر ہوا کسی اور واقعہ یا کسی اور انقلاب کے بارے میں نہ اتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اور نہ اتنا تجزیہ و تحلیل ہوا ہے۔ ہر ایک نے اپنی استعداد کے مطابق اس انقلاب کے حوالے سے گفتگو کی اور مقصد قیام امام حسین علیہ السلام کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے حتی کہ بعض افراد نے حصول اقتدار، بعض نے صرف شھادت، بعض نے بیعت یزید، بعض نے کوفہ والوں کی دعوت اور بعض نے کچھ اور عوامل کو مقصد قیام امام قررار دیا ہے۔ لیکن جب ہم امام عالی مقام کے فرمودات کا غور سے مطالعہ کرتے ہیں تو علل واہداف قیام امام عالی مقام واضح ہو جاتے ہیں۔ اس انقلاب نے اپنے بعد چلنے والی تحریکوں کو ایک نئی جہت دی اور باطل قدرتوں نے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا حوصلہ دے کر یہ بتا دیا کہ انقلاب طاقت اور قدرت سے نہیں بلکہ ایمان اور درست نظریات سے کامیاب ہوتا ہے۔ اس انقلاب کے بعد آج تک جب بھی کوئی مظلوم ظالم کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے تو وہ نام حسین ابن علی علیہ السلام لے کر ہی کھڑا ہوتا ہے۔ اگرچہ تمام ائمہ کی جدوجہد کا مقصد ایک الٰہی اور جہانی حکومت کا قیام تھا لیکن اس جدوجہد میں سب سے زیادہ جس ہستی کے لئے قیام کا زمینہ فراہم ہوا وہ سید الشھداء علیہ السلام کی ذات گرامی ہے۔

تیسری انقلابی تحریک جس نے دنیا پر اپنے گہرے اثرات مرتب کئے وہ انقلاب اسلامی ایران ہے اور اس انقلاب کے مبانی بھی وہی تھیں جو پہلے دونوں انقلابوں کی تھیں کہ مستضعفین کو مستکبرین کے شر سے نجات دلانا، عدل الٰہی کا قیام، قانون الٰہی کی بالادستی اور مظلوموں کو ظالمین کی شر سے نجات دلا کر ایک الٰہی حکومت قائم کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف شاہ ایران کو بچانے کے لیے پوری دنیا کھڑی تھی اور دوسری طرف اس کی حکومت کا تختہ الٹ دینے کے لئے صرف امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اور چند افراد تھے لیکن اس کے باوجود امام نے صبر واستقامت اور شجاعت و بہادری سے یہ تحریک چلائی اور آخر کار ڈھائی ہزار سالہ شاہی حکومت کا خاتمہ کر کے

ایک الٰہی حکومت قائم کر دیا۔ اسی لئے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اکثر تقریروں میں انبیاء اور ائمہ خاص کر پیغمبر اکرم اور امام حسین علیہ السلام کا مستکبرین کے سامنے قیام اور استقامت کو بیان کر کے اپنے قیام کی ضرورت اور اہمیت پر استدلال کیا ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جس حدیث کو امام حسین نے یزید کے خلاف اپنے قیام کی ضرورت پر استدلال کیا تھا امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی حدیث کو شاہی حکومت کے خلاف قیام ضروری ہونے پر سند قرار دی ہے۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مبنا پر امام حسین نے قیام کیا تھا بالکل اسی مبنا پر امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قیام کیا ہے۔

چونکہ اس مختصر مقالے میں اس موضوع کا کماحقہ حق ادا نہیں ہو سکتا لہٰذا کوشش یہی ہوگی کہ صرف چند نکات کی طرف اشارہ ہوں ضرورت و اہمیت

موجودہ دور میں ایک طرف ظالم اور جابر قوتوں کے ہاتھوں انسانی واخلاقی اقدار اور الٰہی احکام پائمال ہورہے ہیں۔ ہر انسان بالخصوص مسلمان شیطانی اور طاغوتی قوتوں کے ظلم و بربریت کا نشانہ بن رہے ہیں۔ دوسری طرف مختلف تحریکیں انقلاب کے نام پر چل رہی ہیں۔ جن کے اہداف ظاہراً تو اچھے اور جذاب ہیں لیکن ایک الٰہی رہبر اور ایک الٰہی ملت نہ ہونے کی وجہ سے کسی بڑے ہدف کو حاصل نہیں کر پا رہی ہیں ایسے میں انقلاب اسلامی ایران جسے ایک عظیم رہبر نے ایک عظیم ملت کی مدد سے بڑی جدو جہد کے بعد کامیاب بنایا اور اپنے اہداف کو حاصل کر لیا، کی فکری بنیادوں کو واضح کر کے دنیا والوں کو اس کے اہداف اور اس کا اصل سرچشمہ بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ موجودہ دور کی تحریکیں بھی اس عظیم انقلاب کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیں۔

للٰہی قیام

قیام حسینی علیہ السلام کی ایک جھلک اور ایک اہم نکتہ جو قیام خمینی رحمۃ اللہ علیہ میں نظر آتا ہے وہ اس قیام کا للٰہی ہونا ہے یعنی صرف خدا کی خاطر قیام کرنا، جیسا کہ امام حسین علیہ السلام جب مدینہ سے نکل رہے تھے تو اس وقت اپنے قیام کے للٰہی ہونے ہونے کو بیان کیا کہ میں صرف اور صرف خدا کی رضا کی خاطر قیام کر رہا ہوں نہ اقتدار کی خاطر، نہ فساف پھیلانے اور نہ ظلم کرنے کے لئے۔ کیونکہ اگر آپ حکومت کے لئے یا ظلم و فساد کے لئے قیام کرتے تو اس طرح نہ نکلتے جس طرح آپ نکلے جیسا کہ علامہ اقبال بھی اپنے اشعار میں اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

مدعایش سلطنت بودی اگر خود نکردی باچنین سامان سفر (رموز بی خودی صفحہ ۱۵۸)

اُن کا مقصد اگر سلطنت ہوتی تو اتنے کم سامان سفر کے ساتھ نہ جاتے

کیوں کہ جو شخص تیس ہزار لوگوں سے مقابلہ کرنے جارہا ہو وہ بے سر و سامان اپنی ناموس کو لے کر نہیں جاتا، وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کر نہیں جاتا بلکہ کم سے کم اتنے لوگوں کے ساتھ اسلحہ سے لیس ہو کر جائے گا کہ اس کی فتح کا امکان ہو۔

لہٰذا اس نکتے کو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی تاکید کے ساتھ اپنی تقاریر میں بیان کی ہے لہٰذا تمام الٰہی اور انقلابی تحریکوں میں یہ نکتہ بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ ایک قرآنی نکتہ ہے چنانچہ قرآن کریم میں پروردگار فرماتا ہے کہ " قل إنما اعظکم ... " اے پیغمبر آپ کہ دیجئے کہ میں تمہیں صرف اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے ایک ایک یا دو دو کر کے اٹھو۔۔ ا)۔ سورہ سبا، آیت ۴۶) امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اسی نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "خدا کے لئے قیام کرو، اقامہ حق کے لئے قیام کرو، ضروری نہیں ہے کہ پہلے ایک اجتماع بنائیں پھر اس کے بعد قیام کریں۔ بلکہ ایک ایک اور دو دو نفر (مثنیٰ وفرادیٰ) کی صورت میں بھی یہ فریضہ ہے جب دین خدا کو خطرے میں دیکھو تو خدا کی رضا کے لئے قیام کرو، امیر المؤمنین علیہ السلام دیکھ رہے تھے کہ دین خدا خطرے میں ہے اور معاویہ دین خدا کو مسخ کرنا چاہتا ہے، لہٰذا آپ نے دین خدا کے لئے قیام فرمایا۔ سید الشہداء علیہ السلام نے بھی دین خدا کے لئے قیام فرمایا۔ خدا کی نصیحت کسی ایک وقت کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے جب آپ دیکھیں کہ اسلام کے خلاف، اسلامی حکومت کے خلاف اسلام کے دشمن اُٹھ کھڑے ہو چکے ہیں اور وہ اسلام کے نام سے احکام اسلام میں تحریف کرنا چاہتے ہیں، اسلام کی سرکوبی کے خواہاں ہیں تو پھر اللہ کے لئے قیام کرنا ضروری ہے۔ اس بات سے نہ ڈریں کہ شاید ہم نتیجے تک نہ پہنچ سکیں یا شکست کھا جائیں، کیونکہ یہاں شکست کی گنجائش ہی نہیں ہے۔" (صحیفہ نور، ج۵، ص۳۴) جن تحریکوں میں یہ اہم عنصر نہیں پایا جاتا ہے وہ یا کامیاب ہی نہیں ہوتی ہیں اور اگر کامیاب ہوں تو وہ آہستہ آہستہ ڈکٹیٹر شپ کی طرف چلی جاتی ہیں۔ کیونکہ ان تحریکوں میں سے اکثر کا مقصد صرف اور صرف قدرت حاصل کر کے دوسروں پر حکومت کرنا ہے۔ نہ الٰہی احکام کی رعایت اور نہ عوامی احکام کی رعایت کی جاتی ہیں بلکہ چاہتی ہیں کہ صرف حکومت قائم رہیں اگرچہ اس کے لیے ناحق دوسروں کی جان ہی لینا پڑے۔ ایسی تحریکوں میں صرف دوسروں کی جان ومال لے کر حکومت کرنے کی کوشش ہوتی ہے جبکہ الٰہی تحریکوں میں اپنی جان اور اپنا مال دے کر اقدار الٰہی اور انسانی کو بچانے کی فکر ہوتی ہے۔

سیاسی قیام

رسول اکرم ﷺ نے مدینے میں پہلا جو کام کیا وہ ایک اسلامی حکومت کا قیام تھا اور تمام انبیاء اور ائمہ کی جد وجہد اور قیام بھی سیاسی تھا یعنی سب نے ایک الٰہی حکومت کے قیام کے لئے جد وجہد کی تاکہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے احکام اور قانون کو معاشرے میں نافذ کیا جاسکے کیونکہ اگر حکومت رہبران الٰہی کے ہاتھوں میں نہ ہوگی تو نہ معاشرے میں الٰہی احکام جاری ہونگے اور نہ شیطانی طاقتوں کو معاشرہ بگاڑنے سے روک سکیں گے۔ بدقسمتی سے آج اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی منفی اور غلط سیاست کی وجہ سے مسلمانوں کے اذہان بھی سیاست کا لفظ سنتے ہی مکر وفریب، جھوٹ اور دھوکہ بازی کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جبکہ اسلام کا ایسی سیاست سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اسلام کا دین سیاست ہونے کے بارے میں امام راحل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اسلام فقط عبادت کا نام نہیں، بلکہ اسلام سیاست ہے اور اسلام سیاست سے جدا نہیں اسلام ایک بڑی حکومت اور مملکت ہے، ایک سیاسی نظام ہے فرق یہ ہے کہ دوسرے سارے نظام بہت سارے امور سے غافل ہیں جبکہ اسلام کسی بھی امر سے غافل نہیں ہے۔" (ہمان، ج٦، ص۲۰۰)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سارے دوسرے نظام اور ادیان انسانی زندگی کے صرف ایک جہت (مادی یا معنوی) کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ جبکہ دوسرے پہلوؤں کا وہ جوابدہ نہیں ہیں درحالیکہ اسلام انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھتا ہے۔ کیونکہ اسلام ایک جامع نظام ہے صرف چند عبادتوں کا نام نہیں۔ اسلام ایک طرف سے انسانی زندگی کے معنوی پہلو کی تقویت پر زور دیتا ہے و دوسری طرف مادی پہلو کو بھی فراموش نہیں کرتا۔ اسلام ایک طرف انفرادی زندگی کو سنوارنے کی تاکید کرتا ہے تو دوسری طرف ایک مثالی حکومت اور مثالی معاشرے کی صورت میں اجتماعی زندگی کو زیادہ ضروری سمجھتا ہے۔ امام راحل رحمۃ اللہ علیہ ایک اسلامی حکومت کے سائے میں معرفت خدا، انسان سازی، خدا پر ایمان کی بنیاد پر انسان کی تربیت، انسان کو کمال تک پہنچانا، اسلام کی بنیاد پر خود مختاری، سازشوں سے مقابلہ اور آزادی، دنیا میں توحید کا پھیلاؤ، معاشرہ میں عدالت کی برقراری، مظلوموں کی نجات، ہر طرح کے امتیازی سلوک کی نفی، ہر طرح کے ظلم و ستم کی نفی، عادلانہ حکومت کی برقراری اور قانون کی حکومت کی برقراری وغیرہ جیسے اہداف کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ (اسلامی حکومت اور ولایت فقیہ، ص۱۱۰) لہٰذا اسلام میں سیاست کا معنا ہی یہی ہے کہ معاشرے کی مادی اور معنوی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت چلانا۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ اپنے قیام کے سیاسی اہداف کو بیان

کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہم امیدوار ہیں کہ آپس کی اتحاد اور اتفاق سے مکمل طور پر ان طاغوتوں کا خاتمہ کر سکیں اور اس (طاغوتی حکومت) کی جگہ ایک عادل اسلامی حکومت ہوں جس میں ملک ہمارے اپنے لئے ہوں، ملکی منافع ہمارے ہی ہاتھ میں آئیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے وظائف کو خود معین کریں نہ امریکی سفارت اور نہ شوروی سفارت۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے ملک کو خود بنائیں نہ کہ یہود اور اسرائیل۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری فوج آزاد ہوں کہ اسرائیل اور امریکا کی مداخلت نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد آپ سب کے شامل حال ہوں ضرورت اس بات کی ہے کہ آخر دم تک اس نہضت اور قیام کی حفاظت کریں تاکہ اس طاغوتی حکومت کی جگہ ایک عادل اسلامی حکومت کا قیام ہوں۔" (ہمان، ج۶، ص۱۰۲)

آج اسلامی ممالک مستقل اور قدرتمند اور نہ ہونے کی وجہ سے ہر چیز میں اغیار کی طرف محتاج ہیں اور دشمن جب بھی اور جیسے بھی چاہتا ہے اسلامی ممالک میں مداخلت کرتا ہے اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ایجاد کرتا ہے۔ ورنہ اگر آج اسلامی ممالک مضبوط ہوتے تو نہ استعمار کی طرف محتاج ہوتے اور نہ ہی ان کے اندر اتنی جرات ہوتی کہ آئے روز اسلامی حکومتوں کو دھمکی دے۔

استقامت

انقلابی تحریکوں کی کامیابی کا ایک اہم راز استقامت ہے جس کے بغیر کوئی تحریک نہ چل سکتی ہے اور نہ فتح و کامیابی حاصل کر سکتی ہے کیونکہ اس راہ میں بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات انسان کو اپنی جان بھی قربان کرنا پڑتا ہے۔ خاص طور پر جب قیام الٰہی ہوں تو دوسری تحریکوں کی نسبت بہت زیادہ مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے اور بہت ساری شیطانی قوتیں اس قیام کو روکنے کی کوشش کرتی ہیں جن کے ساتھ صرف استقامت سے ہی مقابلہ ممکن ہے، اور یہ ایک قرآنی اصول ہے جس کے ذریعے اللہ تعالی کی مدد حاصل ہوتی ہے پھر کسی چیز کا خوف اور غم نہیں رہتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے:

"بیشک جن لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسی پر جمے رہے ان پر ملائکہ یہ پیغام لے کر نازل ہوتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور رنجیدہ بھی نہ ہو اور اس جنت سے مسرور ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے۔" (. سورہ فصلت، آیہ ۳۰) یہاں تک کہ جب پیغمبر ﷺ سے اصحاب نے پوچھا کہ آپ کے بال اتنی جلدی

کیوں سفید ہوگئے تو فرمایا: سورہ ہود اور واقعہ نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ (تفسیر نمونہ، ج۹، ص۳۰۹) پیغمبر نے یہ کیوں فرمایا؟ اس لئے کیونکہ ان دونوں سورتوں میں آپ کو خدا کی راہ میں استقامت دکھانے کا حکم ہوا تھا۔ (سورہ ہود، آیہ ۱۱۲) لہٰذا آپ پوری زندگی استقامت کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرتے رہیں اور اسی استقامت کے پھل کو بچانے کے لئے آپ کے لخت جگر سید الشہداء علیہ السلام نے اسی راہ میں قیام کیا جس میں آپ پر ایک سے بڑھ کر ایک مصیبت آئی، اسی راستے میں اپنا سب کچھ لٹایا لیکن دشمن کے سامنے تسلیم نہیں ہوئے بلکہ صبر و استقامت سے اپنی تحریک کو کامیاب بنایا۔

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے قیام میں بھی یہ قرآنی نکتہ نمایاں نظر آتا ہے کہ آپ کو شاہ نے ہر طرح سے کنڑول کرنے کی کوشش کی، کبھی زر سے، کبھی زور سے اور کبھی دوست بن کر، کبھی دشمن بن کر، کبھی زندان میں ڈال کر اور کبھی اپنے ملک سے جلاوطن کرا کے، لیکن امام کسی طرح سے بھی اپنے نظریئے سے پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہوئے حتی کہ بڑے بڑے علماء نے بھی امام کو شاہ کی مخالفت سے روکنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوئے۔ جیسا کہ امام اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں: "میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ پیچھے نہیں ہٹوں گا جب تک اس فاسد نظام کو جڑ سے نہیں اُکھاڑ لوں یا عذر کے ساتھ خدا کے حضور چلا جاؤں ۔اے علماء اسلام آپ لوگ بھی فیصلہ کر لیں اور جان لیں کامیابی آپ کے ساتھ ہے۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ (۔امر بہ معروف و نہی از منکر از دیدگاہ امام خمینی، تبیان دفتر بیست و یکم، ص۹)

جس وقت لوگ شاہ ایران کا نام لینے سے بھی ڈرتے تھے، شاہی نظام کے خوف سے چھپ چھپ کر عزاداری کرتے تھے، ایک ہی خاندان کے افراد ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ کہیں شاہ کا جاسوس نہ ہو، پورے ملک میں ایک عجیب خوف کا عالم تھا، فقط اسلام کا نام رہ گیا تھا باقی پورا نظام یزیدی بن گیا تھا اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ معاویہ اور یزید کی طرح اسلامی حکومت کو موروثی اور شاہی سلطنت میں تبدیل کر چکا تھا ایسے یہ مرد مجاہد اُٹھا اور اس نظام کے خلاف قیام کیا اور تنہا قیام کیا نہ اسلحہ نہ فوج، لیکن چونکہ قیام خدا کے لئے تھا، اخلاص اور صبر واستقامت کے ساتھ قیام کیا تو پروردگار کی مدد شامل حال ہوئی اور ایک الٰہی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے کہ جو آج تقریبا چالیس سے پوری دنیا کی طاغوتی قوتوں کی مخالفت کے باوجود پوری دنیا کے مظلوموں کی حمایت میں پوری قوت کے ساتھ کھڑی ہے۔

رہبر کی اطاعت

انسانی معاشرے کو جس چیز نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے وہ رہبران الٰہی کی نافرمانی اور شیطانی کارندوں اور طاغوت قوتوں کی اطاعت ہے۔ امت مسلمہ بھی آج جن مصیبتوں کو سہ رہی ہے تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے۔ ورنہ اگر مسلمان پیغمبر اسلام ﷺ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے آپ ﷺ کے بعد الٰہی رہبران کی اطاعت کرتے تو آج امت اس حالت میں نہ ہوتی۔

نہضت امام حسین علیہ السلام کا ایک اہم درس جو ہمیں ملتا ہے الٰہی رہبر کے حکم کے آگے سر تسلیم خم ہونا ہے۔ چنانچہ ہم اصحاب امام حسین علیہ السلام خاص طور پر حضرت عباس علمدار علیہ السلام کو دیکھتے ہیں کہ ذرہ برابر اپنے زمانے کے الٰہی رہبر کے حکم سے نہ آگے جاتے ہیں اور نہ پیچھے۔ بلکہ اپنے رہبر کی اطاعت میں سب کچھ سہنے کے لیے تیار ہیں، اگر ہزار ہزار جان بھی رکھتے ہوں تب بھی اپنے امام پر قربان کرنے کے لئے آمادہ ہیں چہ جائیکہ ایک جان۔ اگرچہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے دست بیعت اُٹھالیا تھا لیکن اس کے باوجود کوئی بھی آپ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ شاید اسی لئے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میرے جیسے اصحاب نہ میرے بابا کو ملے اور نہ نانا کو۔

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے قیام میں بھی کچھ ایسا ہی دیکھنے کو ملتا ہے کہ جہاں لوگ ہمیشہ امام کے حکم کے منتظر رہتے تھے کہ امام رحمۃ اللہ علیہ کیا حکم دیتے ہیں تاکہ اس کے مطابق عمل کریں، اگر قیام کرنے کو کہیں تو قیام اور اگر قعود کا حکم دیں تو قعود۔ یہی وجہ ہے کہ امام رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں سے دور کرنے کے لئے اپنے ملک سے نکال کر مختلف ممالک میں بھیجا تاکہ امام رحمۃ اللہ علیہ کے فرامین اور دستورات لوگوں تک نہ پہنچیں اور لوگ بھی امام رحمۃ اللہ علیہ کو فراموش کردیں لیکن اس کے برعکس لوگوں کا امام رحمۃ اللہ علیہ سے لگاؤ اور بڑھ گیا اور لوگ کسی نہ کسی طرح امام رحمۃ اللہ علیہ کی تقریروں کو سن کر شاہی حکومت کے خلاف اپنے امور کو ترتیب دیتے تھے۔

شمشیر پر خون کی فتح

عام طور پر ظاہر بین افراد جسموں پر غلبہ پانے یا طرف مقابل کو قتل یا اسیر کرنے کو فتح اور شکست کا معیار سمجھتے ہیں۔ لیکن معرکہ کربلا نے اس معیار کو غلط ثابت کردیا اور دنیا والوں کو بتا دیا کہ شکست ان لوگوں کی نہیں جن کے اجسام مٹ جائیں اہداف زندہ ہو جائیں بلکہ شکست اس درحقیقت ان کی ہے جن کے اجسام رہیں یا نہ رہیں لیکن اہداف درگور ہو جائیں۔ چنانچہ واقعہ کربلا میں امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب سب شہید اور

ناموس اسیر ہوئے جبکہ یزید ملعون اور اس کے کارندے باقی رہے اس کے باوجود آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی یادیں بھی زندہ ہیں اور جن اہداف کے لئے انہوں نے اپنی جانیں دیں وہ بھی زندہ ہیں جبکہ یزید اور اس کے ساتھیوں کے آج نام و نشان بھی نہیں اور جن اہداف کی خاطر لڑے تھے اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کیا تھا وہ بھی دفن ہو چکے ہیں۔ اور یہ در حقیقت ظالم کے شمشیر پر مظلوم کے خون کی فتح ہے۔

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے قیام کے بھی کچھ ایسی ہی حالت ہے جہاں ظالم حکومت اور اس کے کارندے مکمل اسلحہ سے لیس ہو کر نہتے لوگوں کے مقابل میں آئے اور اس ظالم اور فاسد حکومت کو بچانے کے لئے ہزاروں لوگوں کی جانیں لے لی۔ اور اپنے اہداف کو حاصل کرنے کے لئے کسی قسم کی کاروائی سے دریغ نہیں کی۔ لیکن چونکہ مظلوم کی طاقت ظالم کی طاقت پر بھاری تھی اور حق کو آخر جیتنا تھا اس لئے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس عظیم قیام میں کامیاب ہوئے اور شہداء کے خون کو ظالمین کی شمشیروں پر فتح ہوئی۔ یہی وجہ ہے آج شہداء اور امام شہداء کی یادیں اور اہداف باقی ہیں لیکن شاہ اور اس کے نجس اہداف در گور ہو چکے ہیں۔

آج بہت ساری اسلامی تحریکیں بھی کامیابی کے حصول کو فقط توپ و تفنگ کی مرہون منت سمجھتی ہے جبکہ حقیقی کامیابی اُس وقت تک حاصل نہیں ہوگی جب تک ان تحریکوں میں مستحکم ایمان، اخلاص، استقامت اور مظبوط پلاننگ اور مظبوط دفاعی طاقت کے ساتھ ساتھ ایک حکیم رہبر کی قیادت نہ ہو۔

بقاءِ اسلام

اگر امام حسین علیہ السلام یزید کے خلاف قیام نہ کرتے اور خاموشی سے خدا کی عبادات مانند: نماز و روزہ اور حج میں مصروف رہتے تو یزید نہ امام علیہ السلام کو شہید کرتا اور نہ اہلبیت کو اسیر کرتا بلکہ ان کے لئے زندگی کی تمام سہولیات فراہم کرتا تاکہ خود آرام سے لوگوں پر حکومت کرلے لیکن اس صورت میں اسلام صرف نام کا رہ جاتا اور کسی کام کا نہیں رہتا، بلکہ اسلام مکمل طور پر نابود ہو جاتا چونکہ ایک طرف سے یزید پر خلیفہ رسول کا ٹائٹل لگا ہوا تھا اور دوسری طرف سے اپنے مخالفین پر اس کا ظلم و ستم اپنے عروج پر تھا تو بعض سادہ لوح حضرات اس پر لگا ہوا ٹائٹل کے فریب میں آکر اور بعض دوسرے حضرات اس کے ظلم و ستم کے خوف سے اپنی جانوں کو بچانے کی خاطر خاموشی اختیار کئے ہوئے تھے بلکہ بعض اوقات آپ کو قیام کے نتائج سے ڈرا کر اس سے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن آپ علیہ السلام نہ یزید کی ظاہری منصب سے فریب کھائے اور نہ اس کی اقتدار سے مرعوب ہوئے

بلکہ آپ علیہ السلام نے شجاعت اور بہادری کے ساتھ اس کے خلاف قیام کر کے قیامت تک آنے والوں کے لئے اس کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کیا، خلافت کو موروثی اور سلطنتی بننے سے بچا کر لوگوں میں شجاعت و بہادری کی روح پھونک دی اور مظلوم کو ظالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مخالفت کرنے کی جرات دی اگرچہ ظالم کتنا طاقتور ہی کیوں نہ ہوں۔

کچھ ایسی ہی جھلکیاں ہمیں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے قیام میں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں کہ جہاں ایک طرف سے شاہ ظاہرا شیعہ ہونے کا دعویدار تھا تو دوسری طرف سے اس کے کارندے اس کے مخالفین کی قتل و غارتگری میں مصروف تھے ایسے میں بعض لوگ اپنی موت کے خوف سے اور بعض دوسرے اس کی ظاہر سازی کے فریب میں آکر اس کی مخالفت کو اچھا نہیں سمجھتے تھے حتی کہ بعض بڑے بڑے علماء اور بزرگان بھی امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ کی مخالفت سے روکنے کی کوشش میں تھے، انکا کہنا تا کہ دنیا میں ایک ہی شیعہ حکومت شاہ ایران کی ہے جسے نہیں گرانا چاہئے لیکن امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ اس کی ظاہر سازی سے دوکھ کھایا اور نہ ہی اس کی مخالفت میں اپنی جان سے ہاتھ دھونے کا خوف کھایا بلکہ "اسلام پر سب کچھ قربان کیا جاتا ہے اور اسلام کو کسی چیز پر قربان نہیں کیا جاتا" کہہ کر شاہ کے خلاف وہ تحریک چلائی جو تاریخ میں بے سابقہ ہے۔ جس کے لئے آپ نے بہت ہی زحمتیں اُٹھائیں اور بے پناہ قربانیاں دیں۔ حفظ اور بقاءِ اسلام کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

"جمہوری اسلامی کی حفاظت ایک نفر کی حفاظت سے اگرچہ وہ امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہی کیوں نہ ہوں، مہم تر ہے اسلئے کہ امام زمان خود بھی اسلام کی خاطر اپنی جان قربان کر دیتے ہیں۔

ہمارے تمام ائمہ علیہم السلام نے اپنی زندگی کو اسلام کی حفاظت اور بقاء کی راہ میں گزاری اور ہمیں بھی چاہیے کہ اپنی زندگی کو اسلام کی بقاء اور حفاظت میں گزاریں۔" (حکومت اسلامی و ولایت فقیہ، تبیان دفتر چہل و پنج، ص ۶۲۳) لیکن اگر امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ شاہ کے خلاف زبان نہ کھولتے، قیام نہ کرتے، آرام سے اپنے کام سے کام رکھ کر مقدس مآبی اختیار کرتے تو شاہ ایران امام کو نہ صرف جلا وطن نہ کرتا بلکہ ایک شاہانہ زندگی کی سہولیات فراہم کرتا، لیکن اس صورت میں اسلام آمرکائی باقی رہتا مگر اسلام ناب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی نہیں رہتا، چونکہ امام نے اسلام محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچانا تھا تو اس راہ میں کسی بھی مشکلات سے نہیں گھبرائے اور آخر کار "وانتم الاعلون إن کنتم مؤمنین" (سورہ آل عمران، آیت ۱۳۹) کے مصداق بن گئے۔

شوق شہادت

تاریخ میں بہت سارے ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے دم اسلام کا بھرا لیکن بجائے اس کے کہ اسلام پر اپنی جانیں قربان کریں، اسلام کو اپنے اوپر قربان کیں اور آج بھی ہم اپنے معاشرے میں بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ جب وہ مشکل میں پھنس جاتے ہیں تو اسلام کو اپنے لئے سپر قرار دیتے ہیں اور اسلام کے نام پر اپنے لئے سب کچھ کر جاتے ہیں، لیکن جب بھی اسلام پر کڑا وقت آتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ گویا یہ لوگ مسلمان ہی نہیں ہیں اور جنگ کا نام سن کر ہی ڈر سے ان کی جانیں نکل جاتی ہیں۔ جبکہ ایسے لوگوں کے مقابل میں ہمیشہ الٰہی لوگوں کا طریقہ یہی رہا ہے کہ اپنی جانوں کو اسلام کے لئے سپر قرار دیں نہ کہ اسلام کو اپنے لئے۔ کیونکہ الاسلام یعلو ولا یعلی علیہ یعنی اسلام ہر چیز سے بلند اور کوئی شیئ اس سے بالا نہیں۔

بعض لوگ موت کا نام سن کر ہی ڈر جاتے ہیں لیکن جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کو پاتے ہیں جنہوں نے موت کو گلے لگایا ہے۔ نہضت امام حسین علیہ السلام میں ہم دیکھتے ہیں کہ اصحاب شوق شہادت کی وجہ سے میدان جنگ میں جانے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے اور شہادت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ان کے چہرے کھل جاتے تھے۔ لہٰذا ایسے ہی لوگوں کے خون سے اسلام کی آبیاری ہوئی ہے اور اگر آج تک اسلام باقی ہے تو انہیں لوگوں کے خون سے باقی ہے۔ یہی بات ہم قیام امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی دیکھتے ہیں کہ جہاں اسلام کی بقا کی خاطر مرد، عورت، جوان، بوڑھے اور چھوٹے بڑے سب اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار ہوئے۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں:

"میں آپ ملت ایران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ استعمار کو اپنے ملک سے بھگا دیا اور باقی جو بچے ہیں انہیں بھی بھگا دیا جائے گا، آپ لوگوں نے استعمار کے ہاتھوں کو کاٹا (اس راہ میں) خون دیا، جوان دئے۔ خون اور جوان اسلام کی خاطر دئے، اسلام اس سے بالاتر ہے کہ ہم اس کی راہ میں اپنے خون اور اپنے جوانوں کو قربان کرنے سے ڈریں (خوف کھائیں) اسلام نے بہت شہداء دیا ہے امیر المؤمنین علیہ السلام شہید اسلام ہیں، اسلام کی خاطر شہید ہوئے۔ حسین ابن علی علیہ السلام اسلام کی راہ میں شہید ہوئے، ہمیں شہادت سے ڈر نہیں ہے اور ہمیں شہید دینے میں خوف نہیں۔" (صحیفہ نور، ج۶، ص۲۷۰).

واقعاً اگر ہم دیکھیں تو جتنے شہداء اس انقلاب کو لانے اور بچانے کے لئے دیا ہے کسی اور انقلاب کے لئے نہیں دیا ہے۔ اور یہ جو لوگ اس راہ میں شہید ہوئے ہیں انہیں کسی نے مجبور نہیں کیا ہے بلکہ صرف خدا کی

رضایت اور دین اسلام کی بقاء اور سر بلندی کی خاطر خوشی اور شوق شہادت سے اس راہ کا انتخاب کیا ہے۔ اور حقیقت میں یہی لوگ زندہ ہیں یہی وجہ ہے آج تک ان کی یادیں لوگوں کے دلوں میں تروتازہ ہیں۔اور یہ درس درحقیقت شہداء کربلا سے لیا ہے۔ جن کی ایثار وقربانی اور فداکاری کاذکر آج چودہ سو سال گزرنے کے باوجود دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔

حرف آخر

بد قسمتی سے آج بعض نام نہاد اسلامی ممالک میں کچھ ایسی ہی حالات ہیں جو انقلاب ایران سے پہلے ایران میں تھیں لیکن ایک الٰہی رہبر کے فقدان کی وجہ سے ان ممالک کی حالات آئے روز بگڑتی جارہی ہیں۔آج دسیوں اسلامی ممالک ہونے کے باوجود دنیا کے کونے کونے میں مسلمان غیروں کے ہاتھوں اسیر اور مظلوم ہیں آئے روز فلسطین، یمن، افغانستان، سوریہ، عراق، کشمیر اور مختلف ممالک میں دشمنان اسلام اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کر رہے ہیں لیکن مسلمان حکمران خرگوش کی نیند سورہے ہیں اگر یہ حضرات حسین ابن علی علیہ السلام کی سیرت سے ۵ فیصد درس حاصل کر لیتے تو آج امت کی حالت یہ نہیں ہوتی کیونکہ جب ایک ہستی نے سید الشہداء کو حقیقی معنوں میں پہچانا تو ایک ملک کو شیطانی قوتوں کی شر سے نجات دلایا۔ لہٰذا آج صرف ایک ہی ملک ہے جو پوری دنیا کے مظلوموں کے حامی اور ظالموں کے مخالف اور دشمن ہے یہاں سے ایک الٰہی رہبر کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر زمانے میں ایک عظیم الٰہی رہبر کی ضرورت ہوتی ہے جو کبھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں، کبھی امیر المؤمنین علیہ السلام، کبھی امام حسین علیہ السلام،۔۔۔ کبھی امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی سید علی خامنہ کی صورت میں امت کی اصلاح وتربیت اور امت کو طاغوتی نظاموں سے بچا کر الٰہی نظام کی طرف لے جاتا ہے۔

نتیجہ

تمام انبیاء، ائمہ اور اولیاء الٰہی کی جد و جہد کا مقصد ایک اور مشترک تھا وہ ایک الٰہی اور عالمی حکومت کا قیام تھا جس کے لئے انہوں نے اپنی جان، اولاد، مال و دولت اور سب کچھ قربان کی۔ جس کے مقابلے میں شیطانی اور طاغوتی قوتوں کا ہمیشہ سے یہی کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح لوگوں کو الٰہی نظام سے دور رکھیں لیکن حق ہمیشہ کامیاب اور باطل ہمیشہ سرنگون رہے گا کیونکہ حق کا مددگار خدا اور باطل کی پشت پناہ شیطان ہے اور جب حق آجاتا ہے تو باطل مٹ جاتا ہے جاء الحق وزہق الباطل۔۔۔۔

لہٰذا باطل کی ظاہری جاہ و حشم سے مرعوب ہو کر ڈرنے، پیچھے ہٹنے یا دوسروں کو ڈرانے کی ضرورت نہیں بلکہ باطل کے مقابلے میں ثابت قدم رہنے اور اسلام کی بقاء اور نشر و اشاعت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جب بھی جہاں بھی ضرورت ہو تو کل ارض کربلا و کل یوم عاشورا کو عملی کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

حوالہ جات

۱. قرآن کریم۔

۲. جوادی، ذیشان حیدر، نہج البلاغہ اردو ترجمہ و حواشی۔

۳. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، مؤسسۃ الوفاء بیروت، الطبعۃ الثانیۃ المصححۃ ۱۹۸۳م۔

۴. خمینی رحمۃ اللہ علیہ موسوی، روح اللہ، صحیفہ نور، ناشر مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ، چاپ چہارم، آبان ۱۳۹۵ھ ش۔

۵. حکومت اسلامی و ولایت فقیہ، تبیان دفتر چہل و پنج، ناشر مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ، چاپ اول ۱۳۸۴ھ ش۔

۶. اسلامی حکومت اور ولایت فقیہ، ناشر مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ بین الاقوامی امور، طبع اول ۱۴۲۹ھ

۷. امر بہ معروف و نہی از منکر از دیدگاہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ، تبیان دفتر بیست و یکم، ناشر مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ، چاپ ششم ۱۳۸۶ھ ش۔

۸. مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، ناشر دار الکتب الاسلامیہ، چاپ سی و ہشتم ۱۳۹۲ھ ش۔

۹. آئین انقلاب اسلامی، ناشر مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ، ۱۹۹۶م۔

۱۰. تحولات اجتماعی و انقلاب اسلامی از دیدگاہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ، تبیان دفتر سی و ششم، ناشر مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ، چاپ اول ۱۳۷۹ھ ش۔

۱۱. لاہوری، اقبال، رموز بی خود۔